ڈاکٹر صالح بن حسین العاید
مترجم: محمد اسلم صدیق

فقہ واجتہاد
آخری حصہ ④

بلادِ اسلامیہ میں غیر مسلموں کے عام حقوق

⑦ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا حق

قرآنِ کریم نے اس سلسلہ میں یہ عظیم اور اساسی اُصول بیان کیا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ اور لین دین میں اصل یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا جائے اور ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے میں اس وقت تک ہاتھ نہ کھینچا جائے جب تک ان کی طرف سے صریح دشمنی اور عہد شکنی کا کوئی عملی مظاہرہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَأَخْرَجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

''اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ تمہیں جس بات سے روکتا ہے وہ تو یہ ہے کہ تم ان لوگوں سے دوستی کرو جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے اِخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے، ان سے جو لوگ دوستی کریں، وہی ظالم ہیں۔''

مذکورہ آیت میں لفظ بِر'' (بھلائی)، معاملہ حسنہ (حسن سلوک) سے زیادہ وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ یہ لفظ حسن سلوک کے علاوہ اور معانی بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ امام قرافی ؒ اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ان کے کمزور لوگوں پر نرمی کی جائے۔ ان کے محتاجوں کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ ان

www.KitaboSunnat.com

کے بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے، ان کے بے لباسوں کو لباس مہیا کیا جائے، ان کے ساتھ ازراہِ تلطف نرمی سے گفتگو کی جائے۔ ان پر خوف اور ذلت مسلط نہ کی جائے، ان کے پڑوس میں رہتے ہوئے اگر ان کی طرف سے کوئی اذیت پہنچے تو ازراہِ کرم اسے برداشت کیا جائے۔ ان کے لئے ہدایت کی دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں سعادت مندوں میں سے بنا دے۔ دین ودنیا کے تمام معاملات میں ان کے ساتھ خیر خواہی کی جائے۔ ان کی عدم موجودگی میں اگر کوئی شخص ان کی عزت، مال ومتاع اور اہل وعیال کے درپے ہو تو اس کی حفاظت کا سامان کیا جائے، الغرض ان کے تمام حقوق اور مصالح کا تحفظ کیا جائے اور دستِ ظلم کو ان کی طرف بڑھنے نہ دیا جائے اوران کے تمام حقوق ان کے گھر کی دہلیز تک پہنچائے جائیں۔'' [۳۴]

کلام الٰہی کی یہ توجیہ محض کاغذی قانون اور پڑھنے کی حد تک نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے عملی نفاذ کی ایک شاندار تاریخ بھی موجود ہے۔ پیغمبر اسلام، خلفاے راشدین اور دیگر مسلم حکمرانوں سے لے کر عامۃ المسلمین تک ایسے متعدد واقعات اَوراقِ تاریخ میں آپ کو ملیں گے جن سے تاریخ کا چہرہ ضیا یاب ہوا، خصوصاً رسول اللہ ﷺ کا غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اسلامی تاریخ کا روشن باب ہے۔ غیر مسلموں کے ساتھ آپؐ کا پڑوس رہا، آپؐ نے ہمیشہ ان کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا، آپ ﷺ ان کو تحفے تحائف دیتے اور ان کے تحفے اور دعوتیں قبول کرتے تھے لیکن دوسری طرف سے اس کا جواب کیا ملا؟

کاش تاریخ کا وہ واقعہ بھی غیر مسلموں کو یاد رہتا کہ ایک یہودی عورت نے آپ کو دعوت پر بلایا اور بکری کے پائے کے گوشت میں زہر ملا کر آپؐ کو شہید کرنا چاہا تھا۔ [۳۵]

◉ آپ ﷺ غیر مسلم مریضوں کی بیمار پرسی کرتے، ان پر صدقہ وخیرات کرتے، ان کے ساتھ تجارتی لین دین کرتے، کتبِ احادیث میں یہ واقعہ موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی گھرانے کو صدقہ دیا کرتے تھے [۳۶] اور مسلمانوں نے آپ کے بعد اس گھرانے کے صدقہ کو برابر جاری رکھا۔

◉ ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ حبشہ سے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا تو رسول

---

[۳۴] الفروق ۱۵/۳، الأقليات الدينية والحل الإسلامي: ۴۵، ۴۶

[۳۵] سنن أبي داود: ۳۹۱۱

[۳۶] كتاب الأموال، از عبيد قاسم بن سلام: ۶۱۳

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے اُنہیں اپنی مسجد میں ٹھہرایا اور خود اپنے ہاتھ سے ان کی ضیافت و خدمت کے فرائض انجام دیئے۔ آپ ﷺ کا ان حبشیوں کے ساتھ عمدہ اخلاق اور حسن سلوک یہ مظاہرہ ان کے اس حسن سلوک کا بدلہ تھا جو اُنہوں نے مہاجرین حبشہ کے ساتھ روا رکھا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: «إنهم كانوا لأصحابنا مكرمين فأحب أن أكرمهم بنفسي»

''اُنہوں نے ہمارے اصحاب کی عزت افزائی کی تھی تو کیوں نہ میں خود ان کی عزت وتکریم کروں۔''[۳۷]

◉ اور آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی حسن سلوک کے اسی نہج پر تربیت فرماتے، آپ ﷺ نے بسوس و داحس اور فجار ایسی خون آشام داستانوں کی گود میں پرورش پانے والوں کو صبر و تحمل کا پیکر بنا دیا تھا۔ علامہ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ

''زید بن سعنہ نامی ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا قرض واپس لینا تھا، وہ قرض مانگنے آیا اور آکر رسول اللہ ﷺ کا گریبان اور چادر پکڑ لی اور زور سے کھینچا۔ وہ گالیاں بھی بک رہا تھا اور ساتھ رسول اللہ ﷺ کو غضب آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، کہنے لگا: اے محمدؐ! کیا میرا قرض ادا نہیں کرو گے؟ تم اے عبدالمطلب کی اولاد! بڑے بدمعاملہ لوگ ہو۔ اس کا طرزِ گفتگو انتہائی جارحانہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس یہودی کی طرف دیکھا، ان کی نگاہیں اس کے سر میں یوں گھوم رہی تھیں جیسے کشتی بھنور میں چکر لگاتی ہے۔ پھر کہا: اے اللہ کے دشمن! اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ یہ بدکلامی اور بے باکی جو میں سن رہا ہوں؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تیرا یہ سلوک جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس ذات کی قسم، جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے! اگر مجھے آپؐ کی ملامت کا ڈر نہ ہوتا تو میں تلوار سے تیرا سر قلم کر دیتا۔ رسول اللہ ﷺ سکون اور محبت کے ساتھ عمرؓ کو دیکھ رہے تھے اور مسکراہٹ آپؐ کے چہرے پر پھیل گئی تھی۔ پھر فرمایا: «أنا وهو يا عمر كنا أحوج إلى غير هذا منك يا عمر: أن تأمرني بحسن الأداء وتأمره بحسن التقاضي اذهب به يا عمر فاقضه حقه وزده عشرين صاعًا من تمر» ''مجھے اور اس (یہودی) کو اے عمر، اس وقت جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، وہ یہ کہ مجھے حسن ادائیگی کی تلقین کرو اور اسے حسن

---

[۳۷] معجم الشيوخ: ۹۷/۱، مكارم الأخلاق: ۱۱۱/۱، التذكرة الحمدونية: ۹۵/۳، من روائع حضارتنا: ۱۳۴

www.KitaboSunnat.com

تقاضا کی تلقین کرو۔ جاؤ اے عمر! اس کو ساتھ لے لو اور اس کا قرض ادا کرو اور ۲۰ صاع کھجور زیادہ دے دو۔'' یہودی نے یہ پیغمبرانہ رویہ دیکھا تو بول اُٹھا:

أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده ورسوله [۳۸]

''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ یقیناً اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

صبر وتحمل کی یہ انتہائی مثال ہے جو ہمیں کسی دوسری جماعت کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

◉ سیرتِ نبویؐ کا ایک اور ورق پلٹیے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہود کے کچھ لوگ آئے اور کہا: السام علیکم (تم پر ہلاکت ہو) آپ ﷺ نے جواب دیا: وعلیکم (تمہارے اوپر) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: میں یہودیوں کی بات سمجھ گئی اور میں نے کہہ دیا: وعلیکم السام واللعنة (تمہارے اوپر ہلاکت اور لعنت ہو) تو آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ یوں نہ کہو! اللہ تعالیٰ معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ، کیا آپؐ نے ان کی بات نہیں سنی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہہ تو دیا تھا کہ تمہارے اوپر ہو۔ [۳۹]

◉ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے بھی غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور رواداری میں آپؐ کی سیرت کو نقش قدم بنایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جب ایک تنگ دست یہودی کو بھیک مانگتے دیکھا تو بیت المال سے ہمیشہ کے لئے اس کا اور اس کے اہل وعیال کا روزینہ مقرر کردیا اور بطورِ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش کیا:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبہ:۶۰)

''صدقات صرف فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کے کام پر مامور ہیں اور ان کے لئے جن کی تالیفِ قلبی مطلوب ہو، نیز یہ کہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے کے لئے ہیں اور راہ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے

---

۳۸ البداية والنهاية ۳/۵۰۷، دلائل النبوة:۴۸

۳۹ صحيح البخاري:۷/۸۰، صحیح مسلم :۱/۱۷۰۶

www.KitaboSunnat.com

کے لئے ، یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے۔''

◉ آپؐ نے تنگ دست اہل کتاب کو بھی مساکین کے زمرہ میں شامل کرکے اُنہیں بھی زکوٰۃ وصدقات کا مستحق قرار دیا۔[۴۰]

◉ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اپنے ہمسایوں کے ساتھ بہت زیادہ احسان کیا کرتے تھے، بلکہ اپنے غلام کو یہودی ہمسایہ کے گھر قربانی کا گوشت پہنچانے کی بار بار تاکید فرماتے۔[۴۱] غلام بڑا حیران ہوا اور یہودی ہمسایہ کے ساتھ اس عنایت کا راز پوچھا تو حضرت عمروؓ بن العاص نے جواب میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان پیش کیا:

«ما زال جبريل يوصيني بالجار ، حتى ظننت أنه سيورّثه»[۴۲]

''جبریل مجھے پڑوس کے متعلق مسلسل وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ پڑوس کو وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔''

◉ تاریخ نے ہمارے لئے ایک نہایت جامع اور بے نظیر قانونی دستاویز محفوظ کی ہے جو ایک مسلم حکمران محمد بن عبداللہ سلطانِ مغرب نے ۲۶ شعبان ۱۲۸۰ھ بمطابق ۵ فروری ۱۸۶۴ء کو یہودی باشندوں کے متعلق وہاں کے گورنروں کے لئے لکھی تھی۔ اُنہوں نے لکھا:

''نأمر من يقف على كتابنا هذا من سائر خدامنا وعمّالنا والقائمين بوظائف أعمالنا: أن يعاملوا اليهود الذين بسائر إيالتنا بما أوجبه الله تعالىٰ من نصب ميزان الحق، والتسوية بينهم وبين غيرهم في الأحكام، حتى لا يلحق أحدًا منهم مثقال ذرة من الظلم، ولا يضام ولا ينالهم مكروه ولا اهتضام وأن لا يعتدوا هم ولا غيرهم على أحد منهم في أنفسهم، ولا في أموالهم، وأن لا يستعملوا أهل الحِرَفِ منهم إلا عن طيب أنفسهم، وعلى شرط تَوْفِيَتِهِمْ بما يستحقونه على عملهم؛ لأن الظلم ظُلُمَاتٌ يوم القيامة، ونحن لا نوافق عليه، لا في حقهم ولا في حق غيرهم ولا نرضاه ؛ لأن الناس كلهم عندنا في الحق سواء،

---

[۴۰] الخراج: ۲۶،غير المسلمين في المجتمع الإسلامي: ۵۱

[۴۱] سنن الترمذي: ۱۸۲۶

[۴۲] صحيح البخاري: ۱۰/۳۶۹، ۳۷۰

www.KitaboSunnat.com

ومن ظلم أحدا منهم ، أو تعدى عليه ، فإنا نعاقبه بحول الله .
وهذا الأمر الذي قررناه وأوضحناه وبيناه كان مقررا ومعروفا ومحررا ، لكن زدنا هذا المسطور تقريرًا وتأكيدًا ووعيدًا في حق من يريد ظلمهم وتشديدا ؛ ليزيد اليهود أمنًا إلى أمنهم ، ومن يريد التعدي عليهم خوفا إلى خوفهم . ''[۴۳]

''تمام گورنروں، ملازمین اور حکومت کے کسی بھی شعبہ سے منسلک تمام افراد کے لئے ہمارا یہ حکم ہے کہ وہ ہمارے تمام صوبوں میں بسنے والے یہودیوں کے لئے حق و انصاف کا ترازو قائم کریں، جس کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے۔ فیصلوں میں ان کے اور دیگر لوگوں کے درمیان اس طرح مساوات قائم کریں کہ کسی یہودی کو ذرّہ برابر بھی ظلم وستم اور تکلیف نہ پہنچنے پائے۔ ان کی جانوں اور اَموال پر نہ تو خود زیادتی کریں اور نہ کسی دوسرے کو کرنے دیں اور ان میں سے اہل صنعت وحرفت لوگوں سے کوئی ایسا کام نہ لیا جائے جس پر وہ راضی نہ ہوں اور اُنہیں ان کے کام کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے جس کے وہ واقعی مستحق ہیں کیونکہ ظلم دراصل روزِ قیامت کی ظلمتیں ہیں، جس کے ہم روادار نہیں ہوسکتے، نہ ان کے حقوق میں اور دوسروں کے حقوق میں۔ حقوق کے سلسلہ میں ہمارے نزدیک سب لوگ برابر ہیں، جس نے ان پر کسی قسم کی ظلم وزیادتی کی، اللہ کی توفیق سے ہم اسے ضرور سزا سے دوچار کریں گے۔

یہ حکم نامہ جو میں نے بیان کیا ہے، اگرچہ یہ پہلے سے معروف اور تحریر شدہ موجود ہے لیکن ان سطور کا اضافہ محض تاکید اور اس شخص کو خبردار کرنے کیلئے ہے جو اہل یہود پر کسی ظلم اور زیادتی کا خواہاں ہے تاکہ ظالم کو کان ہوجائیں اور اہل یہود کے امن وامان میں اضافہ ہوجائے۔''

◉ بے شمار انصاف پسند مغربی مفکرین نے بھی مسلمانوں کی اس عظیم خوبی کا اعتراف کیا ہے۔ مشہور مستشرق رینو لکھتا ہے:

''اندلس میں مسلمانوں کا وہاں کے عیسائی باشندوں کے ساتھ نہایت اچھا سلوک تھا، اسی طرح نصاریٰ نے بھی مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ رکھا۔ وہ اپنی اولاد کا ختنہ کرتے تھے اور خنزیر کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔''[۴۴]

◉ بلکہ ڈاکٹر گوسٹاف لیبن (Gustav LeBon) نے دیگر اقوام عالم میں اس تیزی کے

---

[۴۳] الأقليات الدينية والحل الإسلامي: ۵۸، ۵۹ [۴۴] من روائع حضارتنا: ۱۴۷

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اسلام کے پھیلنے کو مسلمانوں کے انکے ساتھ حسن سلوک کا مرہون قرار دیا ہے۔لکھتا ہے:

''اسلام کی واضح اور عالمگیر تعلیمات اور اسکے نظامِ عدل واحسان نے اقوامِ عالم میں اشاعت اسلام میں بھرپور کردار ادا کیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہی وہ امتیازی خصوصیات تھیں جو بے شمار عیسائی اقوام کے قبولِ اسلام کا باعث ہوئیں ۔مصریوں کو دیکھئے، وہ قیصروں کے دورِ حکومت میں نصرانی تھے،لیکن جب وہ اسلام کے اُصولوں سے واقف ہوئے تو وہ مسلمان بن گئے۔ اسی طرح کوئی قوم بھی اسلام کو دل سے قبول کرنے کے بعد دوبارہ عیسائی نہیں ہوئی،قطع نظر اس سے کہ یہ اُمت غالب تھی یا مغلوب تو اس کی وجہ بھی اسلام کی ہی امتیازی خصوصیات تھیں۔''[۴۵]

⑧ باہمی تعاون وکفالت کا حق

بعض ممالک کو مفلس اورمحتاج لوگوں کے لئے سوشل ویلفیئر کی فراہمی پر فخر ہے۔ یہ بلاشبہ ایک قابل ستائش امر ہے لیکن ہر شخص اپنے تئیں اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور پائے گا کہ اسلام ان ممالک سے چودہ صدیاں قبل باہمی تعاون اور سوشل ویلفیئر کا ایک پورا نظام دنیا کے سامنے پیش کرچکا ہے۔

اس وقت میرا موضوع یہ نہیں کہ شریعتِ اسلامیہ نے مسلمان مفلسوں اورمحتاجوں کے لئے باہمی تعاون کے کیا کیا اسباب مہیا کئے ہیں۔اس کے لئے زکوٰۃ اور صدقات وخیرات کا ایک وسیع نظام موجود ہے، جس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔مقصود اس وقت یہ واضح کرنا ہے کہ اجتماعی کفالت کی یہ قسم اسلامی معاشرے میں بسنے والے غیرمسلموں کو کس حد تک شامل ہے۔تو حقیقت یہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے ازکاررفتہ اور معذور انسانوں کی کفالت کے لئے باقاعدہ ایک نظام وضع کیا ہے۔خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیرمسلم، اسلام مسلم حکومت پر ان کی کفالت کو فرض قرار دیتا ہے، اسلامی بیت المال ان کی کفالت کا ذمہ دار ہوگا اور اگر کوئی حکومت اس حق کی فراہمی میں کوتاہی کی مرتکب ہوگی تو اسلام کی نظر میں وہ مجرم ہے۔

◉ خلفا اور مسلم حکمرانوں نے غیرمسلموں کے لئے باہمی تعاون اور اجتماعی کفالت کے اس حق کی پاسبانی کا جس طرح حق ادا کیا، تاریخ اسلامی نے اس کی متعدد مثالیں اپنے دامن میں محفوظ کی ہیں۔ان میں سے ایک واقعہ امام ابویوسفؒ نے[۴۶] عمر بن نافع ،عن ابی بکر کے

---

۴۵ حضارة العرب:۱۲۵
۴۶ کتاب الخراج :۱۳۶

www.KitaboSunnat.com

حوالہ سے بیان کیا ہے کہ

امیر المومنین عمر فاروقؓ ایک دروازے سے گزرے، وہاں ایک ضعیف العمر نابینے آدمی کو بھیک مانگتے دیکھا۔ آپؓ نے اسے پیچھے سے کہنی ماری اور پوچھا: اہل کتاب کی کس نوع سے تعلق ہے؟ اس نے جواب دیا: یہودی ہوں۔ آپؓ نے پوچھا: کس چیز نے تجھے یہ بھیک مانگنے پر مجبور کیا ہے۔ اس نے کہا: بوڑھا ہوں، اپنی ضروریات اور جزیہ ادا کرنے کے لئے بھیک مانگتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور گھر لے گئے اور گھر سے کچھ مال اس کو دیا۔ اس کے بعد خزانچی کو بلوا کر کہا:

> ''اس کو اور اس قسم کے لوگوں کو دیکھو، خدا کی قسم! یہ ہرگز انصاف نہیں ہے کہ ہم اس کی جوانی سے تو فائدہ اُٹھائیں اور بڑھاپے میں اسے رسوا ہونے کے لئے چھوڑ دیں: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِي سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (التوبۃ:۶۰) یہ مساکین اہل کتاب میں سے ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کا اور اس قسم کے تمام ذمیوں کا جزیہ معاف کردیا۔''

راوی ابوبکر کا بیان ہے کہ میں اس واقعہ کا عینی شاہد ہوں اور میں نے اس بوڑھے کو دیکھا ہے۔

◉ خالد بن ولیدؓ اور اہل حیرہ کے درمیان جو صلح نامہ لکھا گیا تھا، اسکے الفاظ یہ تھے:

فإن فتح الله علينا فهم على ذمتهم، لهم بذلك عهد الله وميثاقه أشد ما أخذ على نبي من عهد أو ميثاق وعليهم مثل ذلك لا يخالفوا فإن غلبوا فهم في سعة يسعهم ما وسع أهل الذمة، ولا يحل فيما أمروا به أن يخالفوا، وجعلت لهم أيما شيخ ضعف عن العمل، أو أصابته آفة من الآفات، أو كان غنيا فافتقر، وصار أهل دينه يتصدقون عليه، طرحت جزيته، وعيل من بيت مال المسلمين وعياله، ما أقام بدار الهجرة ودار الإسلام، فإن خرجوا إلى غير دار الهجرة ودار الإسلام فليس على المسلمين النفقة على عيالهم.(۴۷)

---

(۴۷) أيضاً: ۱۵۵،۱۵۶

www.KitaboSunnat.com

''اگر اللہ ہمیں فتح یاب کرتا ہے تو ان کو حقوقِ ذمہ بدستور حاصل رہیں گے، اس کی ضمانت ہم اللہ سے کیے ہوئے عہد اور اس پختہ ترین میثاق کے حوالہ سے دیتے ہیں جو اس نے اپنے کسی نبی سے لیا ہے۔ اس کا حوالہ دے کر ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان شرائط کی خلاف ورزی نہ کریں اور اگر ان پر کوئی اور طاقت غالب آجائے تو اُنہیں اس بات کی آزادی ہوگی کہ اہل ذمہ جو کچھ کرسکتے ہیں، وہ کریں۔ البتہ جن باتوں کا اُنہیں حکم دیا جائے، ان کی خلاف ورزی نہ ہوگی۔ میں نے ان کے لئے یہ حق بھی رکھا ہے کہ جو شخص بڑھاپے کے باعث از کارِ رفتہ ہوجائے، یا اس پر کوئی آفت ٹوٹ پڑے، یا وہ مال دار تھا اور اب فقیر ہوگیا ہے کہ اس کے ہم مذہب اس کو صدقہ وخیرات دینے لگے ہیں تو اس کا جزیہ معاف کردیا جائے گا اور اسے اور اس کے بال بچوں کو مسلمانوں کے بیت المال سے خرچ دیا جائے گا جب تک کہ وہ دارِ ہجرت اور دارِ اسلام میں قیام کرے۔ البتہ اگر ایسے لوگ دارِ ہجرت اور دارِ اسلام کو چھوڑ کر باہر چلیں جائیں تو ان کے اہل وعیال کی کفالت مسلمانوں کے ذمہ نہ ہوگی۔''

◉ شام کے سفر میں حضرت عمرؓ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھی تو ان کو صدقات دینے اور امدادی وظائف مقرر کرنے کے احکام جاری کئے۔ [۴۸]

امیر المؤمنین عمرؒ بن عبدالعزیز نے بصرہ کے گورنر عدی بن ارطاۃ کو یہ حکم جاری کیا:

وانظر من قبلك من أهل الذمة من قد كبرت سنه وضعفت قوته، وولت عنه المكاسب فأجر عليه من بيت مال المسلمين ما يصلحه . [۴۹]

''اپنے علاقہ کے اہل ذمہ کا جائزہ لیں، ان میں سے جو شخص بڑھاپے اور کمزوری کے باعث از کار رفتہ ہوگیا ہے، اس کے لئے بیت المال سے اس کے مناسب حال وظیفہ مقرر کردیں۔''

◉ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے:

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ (الممتحنۃ:۸)

''اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں

---

۴۸ فتوح البلدان: ۱۳۵، غير المسلمين في المجتمع الإسلامي: ۱۷

۴۹ كتاب الأموال: ۵۷، الأموال، از ابن زنجویہ: ۱۵۲

www.KitaboSunnat.com

نکالا ہے۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

◉ اور بعض تابعینؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ عیسائی راہبوں کو زکوٰۃ الفطر دیا کرتے تھے اور بعض علما نے تو ان کو زکوٰۃ دینے کی اجازت بھی دی ہے۔

☜ اس کے علاوہ جو متعدد حقوق اسلام نے غیر مسلموں کو عطا کئے ہیں، چونکہ وہ تمام حقوق واضح، معروف اور بدیہی ہیں لہٰذا میں ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ مثال کے طور پر ① تجارت اور کاروبار کرنے کا حق ② رہائش اور نقل مکانی کا حق ③ تعلیم کا حق ④ آزادیٔ فکر کا حق ⑤ اجتماعی آزادی کا حق ⑥ انفرادی ملکیت کا حق وغیرہ وغیرہ''[50]

البتہ میں اپنی گفتگو کو ختم کرنے سے پہلے دو اہم اور بنیادی باتوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ان دو اُصولی باتوں کے بغیر یہ بحث یقیناً تشنہ اور ادھوری رہ جائے گی:

❶ اسلام میں غیر مسلموں کے جن حقوق کا میں نے تذکرہ کیا ہے، ان کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے جس کا سرچشمہ قرآنِ کریم ہے یا رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہیں، جو اپنی خواہش اور مرضی سے نہیں بولتے اور یہ وہ ابدی اور عالمگیر حقوق ہیں جو روزِ قیامت تک بغیر کسی تغیر وتبدل کے قابل تنفیذ اور قابل عمل ہیں، کیونکہ یہ خالق کائنات اور اس کے رسول ﷺ کے احکام ہیں، اس کی تعمیل، تلقین اور تنفیذ ہر اس شخص پر فرض ہے جو کلمہ اسلام کا قائل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب:۳۶) ''کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کردے تو پھر اسے اپنے اس معاملہ میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہو اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی، وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

یہ سب حقوق اللہ اور اس کے رسول کے مشروع کردہ ہیں، کسی فلسفی یا معلم اخلاق کی کاوشِ

---

[50] فقه الاحتساب على غير المسلمين:۴۳تا۵۸، الحوار الإسلامي المسيحي: المبادي ۔التاريخ الموضوعات۔ الأهداف :۴۸، الإسلام والمساواة بين المسلمين وغير المسلمين:۲۱۵،أحكام عقد الأمان والمستأمنين:۱۰۹،۱۱۲، الأوضاع القانونية للنصارىٰ واليهود في الديار الإسلامية حتى الفتح العثماني: ۴۹،۷۴تا۹۹،۱۹۳تا۲۱۲

www.KitaboSunnat.com

فکر کا نتیجہ اور اس کے ذہن کی اختراع نہیں ہیں کہ اُنہیں کسی معاشرے، طبقہ یا کسی حاکم کی رائے سے ناقابل عمل قرار دے دیا جائے یا ان میں کوئی تبدیلی کردی جائے۔ وہ اسلام کے مستقل اور ناقابل تغییر احکام ہیں، جنہیں روشن خیال اعتدال پسندی کے نام سے تغیر وتبدل اور تحریف وتاویل کی سان پر نہیں چڑھایا جاسکتا۔ اسلام کے ان اَوامر کو معطل اور نظر انداز کرنا اور ان کے خلاف وضعی قوانین پر عمل کرنا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے اور جہاں تک جدید بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدوں اور مواثیق کا تعلق ہیں، وہ یقیناً انسانی ذہن کی تخلیق اور کاوشِ فکر کا نتیجہ ہیں، یہ سب وضعی قوانین ہیں، معاشرہ اور قانون ساز افراد ان قوانین کو جب چاہیں معطل اور تبدیل کرسکتے ہیں۔ بلکہ بعض ممالک نے یہی طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ ان میں سے جو قوانین ان کے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں اُنہیں اختیار کرلیتے ہیں اور باقی کو نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی حقوق کے متعلق وضعی قوانین، معاہدے اور چارٹر طاقتور ممالک کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن چکے ہیں، جنہیں وہ بعض مخصوص ممالک سے اپنے مطالبات منوانے اور اپنے اقتصادی اور سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے بطورِ ہتھیار استعمال کررہے ہیں۔ لیکن شریعتِ اسلامیہ کے تمام احکام جس میں غیر مسلموں کے حقوق بھی شامل ہیں، انسانی خواہشات و مقاصد، زمان و مکان اور حالات کے تابع نہیں ہیں، یہ آج بھی ویسے ہی قابل نفاذ اور قابل عمل ہیں جیسے آج سے چودہ سو سال قبل تھے۔ ان کو معطل کرنے والا اور ان میں کمی بیشی کرنے والا یقیناً بہت بڑا مجرم اور انسانیت کا دشمن ہوگا۔

❷ دوسری بات جو میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سابقہ تاریخی مثالوں سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ بلادِ اسلامیہ میں مقیم غیر مسلم اقوام کے ساتھ جس طرح عدل و مساوات کا سلوک روا رکھا گیا اور کس طرح ان کے حقوق کا ہر ممکن تحفظ کیا گیا، اس کی نظیر گذشتہ اقوام اور غیر مسلم ممالک میں نہیں ملتی۔ اب بعض غیر مسلموں کی طرف سے یہ کہا جارہا ہے کہ یہ حقوق دورِ قدیم میں تو غیر مسلموں کو حاصل تھے، لیکن آج کے اسلامی ممالک میں معاملہ اس کے برعکس ہے، اور وہاں غیر مسلم ان حقوق سے محروم ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی باک نہیں کہ ہر انصاف پسند یہ دیکھ رہا ہے کہ آج بھی غیر مسلم اسی امتیاز اور اسی شان سے بلادِ اسلامیہ میں رہ رہے ہیں۔ آج بھی اُنہیں وہی حقوق حاصل ہیں، بلکہ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اکثر اسلامی ممالک میں وہ اقلیت ہونے کے باوجود برسر اقتدار بھی ہیں۔ ہم غیر مسلموں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ انصاف کے علمبردار بنیں اور حق کا ساتھ دیں خواہ اس کی زد ان کے اوپر ہی کیوں نہ پڑ رہی ہو، جیسا کہ ہم مسلمان بھی اس کے مامور ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُوْنُوا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ إِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِنْ تَلْوُوْا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾

''اے ایمان والو! انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو، اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیرخواہ ہے، لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ نہ دو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا حق سے پہلوتہی کی تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ کو اس کی خبر ہے۔'' (النساء:۱۳۵)

ان لوگوں کا یہ اعتراض سراسر اِفترا ہے، کیونکہ خود اسلامی ممالک میں بسنے والے غیر مسلم اپنے ساتھ مسلمانوں کے اچھے سلوک کی گواہی دے رہے ہیں۔ میں اس کی صرف دو مثالیں ذکر کرنے پر اکتفا کروں گا:

① مصری عیسائیوں نے ۵ نومبر ۱۹۹۸ء کو اخبار Herald Tribune میں مکمل صفحے کا ایک اشتہار شائع کیا جس پر دو ہزار سے زائد مشہور عیسائی مصنّفین، صحافیوں، ملازمین، وکلا، ڈاکٹرز اور دیگر اعلیٰ شخصیات کے دستخط تھے۔ اُنہوں نے یہ کہا کہ قبطی عیسائیوں کو مصر میں اپنے مذہبی شعائر بجا لانے کی کھلی آزادی ہے۔ وہ اپنے گرجے تعمیر کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے تعلقات انتہائی خوشگوار ہیں اور وہ اجتماعی طور پر بالکل متحد ہیں۔[۵۱]

② یہودی حکومت کے وزیر خارجہ تیونس نژاد سلفان شالوم نے فلسطین میں 'الشرق الاوسط' اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ بات کہی:

---

[۵۱] الإسلام في عيون السويسريين: ۲۱

www.KitaboSunnat.com

''عالم عرب میں تمام یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے...'' اس نے مزید کہا:

''میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہودیوں کو عرب حکومتوں کے زیر سایہ زندگی گزارنے کے جو مواقع میسر تھے، وہ ان مواقع سے کہیں بہتر ہیں جو اُنہیں مغربی عیسائی حکومتوں کے زیر سایہ حاصل ہیں۔مثال کے طور پر ۱۴۹۲ء یہودیوں کو ہسپانیہ سے جلا وطن کر دیا گیا۔(اس سے قبل) یہودی اندلس میں آزادی سے زندگی بسر کر رہے تھے۔عرب اسلامی مملکت کے زیر سایہ یہ لوگ بڑے بڑے اجتماعات منعقد کرتے تھے۔یہودیوں کو اندلس سے کب جلا وطن کیا گیا؟ اس وقت جب عیسائی مسلمانوں پر غالب آ گئے تھے، اندلس اور پرتگال سے جلا وطن ہونے کے بعد یہودی مغرب اور شمالی افریقہ کے ممالک کی طرف ہجرت کر گئے اور مصر میں یہ لوگ نہایت خوش حالی کی زندگی بسر کرتے رہے۔'' (الشرق الاوسط، بروز ہفتہ ۲۲/۴/۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۲/۶/۲۰۰۳ء)

اس کے برعکس جب ہم اس دور میں یا گزشتہ تاریخ کے تناظر میں اسلامی ممالک میں بسنے والے غیر مسلموں اور غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلم اقلیتوں کے حالات کا باہم موازنہ کرتے ہیں تو دونوں کے حالات کے درمیان ہمیں واضح فرق نظر آتا ہے۔

صلیبی جنگوں کی خون آشام تاریخ کو پڑھئے کہ غیر مسلموں کے ہاتھوں مسلمانوں پر کیا بیتی؟ سقوطِ اندلس کی تاریخ کو ذہن میں تازہ کریں، جہاں لرزہ خیز مظالم کی داستانیں جابجا بکھری پڑی ہیں، چین کی تاریخ بھی مسلمانوں کے خون سے رنگین ہے،سوویت یونین کے ہاتھوں مسلم اُمہ کے خون کی ندیاں چند برس قبل ہم نے اپنی آنکھوں سے بہتی دیکھیں، جہاں عدل، مساوات اور انسانیت کے تمام تقاضے فراموش کردیے گئے تھے۔اور آج بلقان، روس، فلسطین، کشمیر، ہندوستان اور فلپائن میں بسنے والے مسلمانوں پر جو ظلم ڈھائے جارہے ہیں، یہ سب کچھ کیا ہے؟ ذرا سوچو! پھر انصاف سے بتاؤ، کس نے عدل وانصاف اور حق کا بول بالا کیا اور کس نے حق وانصاف کا خون کیا ، کیونکہ تمام شرائع اور مہذب قوانین میں قولِ حق کا اصول موجود ہے اور قولِ حق ہی ہر انسان کا شیوہ ہونا چاہئے :

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (المائدۃ:۸) ''کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کردے کہ تم حق وانصاف سے پھر جاؤ، عدل وانصاف کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے، اور خدا سے ڈرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔''

www.KitaboSunnat.com